Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35
Registered With The Registrar Of News Papers
For India At No. R. N. 61/57

خلافت نمبر

"تمہارے لئے دُوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وُہ دائمی ہے جس کا سِلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(رسالہ "الوصیّت" صٰ تصنیف حضرت اقدس بانیِ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام)

قُدرتِ ثانیہ کے چار مظہر

(۱) حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہُ۔

(۲) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہُ۔

(۳) حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایم۔ اے (آکسن) خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ۔

(۴) حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

خلافت نمبر

(بابت)

۵ شعبان ۱۴۰۳ ہجری

(بمطابق)

۱۹ ہجرت ۱۳۶۲ ہش

۱۹ مئی ۱۹۸۳ ع

جلد : ۳۲ | شمارہ : ۲۰

شرحِ چندہ

سالانہ ——— ۳۰ روپے

ششماہی ——— ۱۵ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۸۰ روپے

فی پرچہ ——— ۷۰ پیسے

اشاعتِ خصوصی ——— ایک روپیہ پچاس پیسے

اداریہ

جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا دائمی وعدہ اور ہمارا فرض

تاریخ اس حقیقت پر شاہد ناطق ہے کہ رسالت مآب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جس قسم کے اندرونی و بیرونی فتنے رُونما ہوئے وہ بظاہر حالات ایک نوعمر رُوحانی جماعت کے افراد کو اپنے مقصدِ زندگی سے برگشتہ کر دینے کے لئے کافی تھے۔ مگر اِن تمام تر خطرات اور اندیشوں کے باوجود مُسلمانوں کی صفوں میں مکمل اتّحاد قائم رکھتے ہوئے انہیں بہت تھوڑے سے عرصہ میں حیرت انگیز ملکی فتوحات اور محیر العقول علمی و تمدنی ترقیات سے ہمکنار کرنے والا فقط ایک خلافت کا ہی بابرکت آسمانی نظام تھا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ النُّور کی آیتِ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... الآیۃ میں ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرائط سے مشروط کیا تھا۔ اور جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّت کو تاکید فرمائی تھی کہ :— عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ "

یعنی اَے مُسلمانو ! تم جملہ دینی اُمور میں میری سُنّت پر اور میرے بعد میرے اُن خلفاء کی سُنّت پر کاربند رہنا جو خُدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ مُسلمان جب تک ایمان اور اعمالِ صالحہ کے تقاضوں کو پُورا کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اِس ارشاد پر کماحقہٗ کاربند رہے، اللہ تعالیٰ کا یہ مشرُوط وعدہ بھی اُن کے حق میں کمال آب و تاب سے پُورا ہوتا رہا۔ اور وہ خلافتِ راشدہ کی اُن تمام برکات سے وافر حصّہ پاتے رہے جن کی نشاندہی خود اللہ تعالےٰ نے سُورۃ النُّور کی اسی آیت کریمہ میں بایں الفاظ فرمائی تھی کہ :—

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ

چنانچہ خلافتِ راشدہ کے ساتھ مُسلمانوں کی اِس گہری وابستگی اور اس کی تمام شرائط کو پُورا کرنے کے نتیجہ میں آپ ہی آپ تمکنتِ دین کے غیبی سامان ہوتے چلے گئے۔ مومنین کا دِلی خوف اور حُزن و ملال کافور ہوگیا۔ اور اس کی جگہ راہِ حق میں دلاوری و جاں سپاری کا ایک نیا جوش اور ولولہ کروٹیں لینے لگا —— سب سے بڑھ کر یہ کہ ذہنوں میں توحیدِ خالص کا وہ اسلامی تصوّر پہلے سے کہیں زیادہ مضبوطی کے ساتھ راسخ ہوگیا، جو مِلّی وحدت کی اَساس ہے۔

مگر —— افسوس کہ بعد میں آنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے اِس بیش بہا رُوحانی انعام کی قدر نہ کی اور وہ اس کے تقاضوں سے منحرف ہونے لگے، نتیجۃً تیسرے خلیفۂ راشد سیّدنا حضرت عثمان غنی رضؓ کے زمانۂ خلافت میں ہی اس عظیم الشان رُوحانی منصب کے خلاف ناپاک سازشیں ہونے لگیں۔ جو رفتہ رفتہ خطرناک صُورت اختیار کرتی گئیں۔ حتیٰ کہ چوتھے خلیفۂ راشد سیّدنا حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے بعد مُسلمان خود اپنے کئے کی پاداش میں صدیوں تک کے لئے اِس نعمتِ آسمانی سے محروم ہوگئے۔

خلافتِ راشدہ کے اِس تیس ۳۰ سالہ بابرکت دَور کا خاتمہ ہوتے ہی مخبرِ صادق حضور نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیش خبری کے مطابق مُسلمانوں کو مُسلسل تیرہ سَو ۱۳۰۰ سال تک ظالم بادشاہوں اور جابر حکمرانوں کے مظالم، ناانصافیوں اور بے اعتدالیوں کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ جو یقیناً خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت سے رُوگردانی اختیار کرنے کا نتیجہ تھا۔ بالآخر اپنے محبوب رسُولؐ کی اُمّت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک مرتبہ پھر جوش میں آئی۔ اور اُس نے اپنے نوشتوں کے مطابق حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے ایک غُلام اور عاشقِ صادق کو تجدید و احیاءِ دین کی گراں بار ذمّہ داریاں تفویض فرمائیں۔ اور اِس مقدس رُوحانی مشن کی تکمیل کے لئے اُمّتِ مُسلمہ کو دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کی وہ بیش بہا دولت عطا فرمائی جس کی تلاش میں اُمّت ایک عرصہ سے سرگرداں تھی۔ اور جس کی نسبت حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم اُمّت کو بہت پہلے سے یہ خوشخبری عطا فرما چکے تھے کہ —— " ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ " (مشکوٰۃ) یعنی ظالم بادشاہوں اور جابر حکمرانوں کے دَورِ تسلّط کے بعد اللہ تعالیٰ اُمّتِ مُسلمہ میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت قائم کرے گا۔ جو دَورِ اوّل کی طرح عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے عاشقِ صادق سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بھی اپنی جماعت کو اِسی اَمر کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا :—

" اَے عزیزو ! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خُدا تعالیٰ دو ۲ قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دِکھلاوے **سو اَب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے**۔ اِس لئے تم میری اِس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دِل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قُدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے **کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا**۔" (الوصیّۃ صفحہ ۶-۷)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کی روشنی میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی یہ تصریح جہاں ہمیں خلافتِ احمدیہ کے تا قیامت جاری رہنے کا مُژدۂ جانفزا دیتی ہے وہاں اس کا دوام اور آیتِ استخلاف میں اس عظیم رُوحانی منصب سے وابستہ اللہ تعالیٰ کا مشرُوط وعدہ ہمیں اپنی اُن اہم مِلّی ذمّہ داریوں کا بھی احساس دلاتا ہے جن کو فراموش کر دینے کے نتیجہ میں دَورِ اوّل کے مُسلمان نہ صرف انعامِ خلافت سے بلکہ اس کی پاداش میں اپنی عظمت و شوکت سے بھی محرُوم کر دئیے گئے تھے۔ پس اُمّتِ مُسلمہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامِ خلافت کا دوبارہ نزول اور اس کا دائمی وعدہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم جہاں پہلوں سے بڑھ کر اس آسمانی نعمت کی قدر کریں وہاں ایمان اور اعمالِ صالحہ کے اُن تقاضوں کو بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں، جو بقائے خلافت کے لئے اہم اور بُنیادی شرائط قرار دی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو ہمیشہ خلافت کے بابرکت آسمانی نظام سے وابستہ رہ کر تبلیغ و اشاعتِ دین کی خاطر نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق بخشے۔ اور وہ دِن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جب خلافتِ احمدیہ کی برکت سے اکنافِ عالم میں اِسلام کا پرچم لہرانے لگے۔ آمین اللّٰھُمّ آمین ؂

خورشید احمد انور

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۶ ہجرت (مئی)۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں مورخہ ۱۴-۵-۸۳ کو ربوہ سے قادیان تشریف لانے والے ایک مہمان کی زبانی ملنے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ

" حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور یہ کہ حضور پُرنور مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں مصروفِ عمل ہیں "۔ الحمدللہ۔

احبابِ کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۶ ہجرت (مئی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مع محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں —! الحمدللہ۔

★—— مقامی طور پر جُملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ ثم الحمدللہ

قلبِ مومن پہ ہے انوارِ سماوی کا نزول
روشن اِس جگ کو یہ اللہ کا دیا کرتا ہے
(کلامِ محمودؓ)

★ اُمّتِ محمّدیہ میں خلافتِ دائمی کی عظیم الشان آسمانی بشارت

ملفوظات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"دیکھو اللہ جلّشانہ فرماتا ہے وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ الجزو نمبر ۱۳[1] یعنے جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دُنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقائق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں۔ اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دُنیا میں کچھ بہت مدّت تک نہیں رہتے۔ بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اُٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام خلافِ واقع ہو۔ پس انبیاء کی طرف نسبت دے کر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء من حیث الظلّ باقی رکھے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ظلّی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت کسی اپنے بندہ کو اُن کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر اُن کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی ظلّی وجود کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دُعا سکھائی ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ[2] ......

پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلّم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ[3] وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُھُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَۃٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِھِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ الجزو نمبر ۱۳[4]۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا[5] یعنے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنانِ اُمّتِ محمدیہ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا۔ اور ہمیشہ کفّار پر کسی قسم کی کوفتیں جسمانی ہوں یا روحانی پڑتی رہیں گی۔ یا اُن کے گھر سے نزدیک آجائیں گی۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے گا اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں میں تخلّف نہیں کرتا۔ اور ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ایک رسول بھیج نہ لیں۔

ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دَور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس اُمّت پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔ اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے۔ کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اِس واسطے رسولِ کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔ بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکتِ اسلام پھیلانے کے اور کچھ زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ انوارِ رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سُنّت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اُن تیس برس کے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر کو ہی بڑھا دیتا۔ اس حساب سے تیس برس کے ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل ۹۳ برس کی عمر تک پہنچتے۔ اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقررہ عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اُس قانونِ قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔

پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اُس کو صرف اس اُمّت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر ان کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا۔ اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی اُمّت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس اُمّت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافتِ ائمہ پر گواہ ناطق ہے وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ[6]۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے۔ اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح۔ اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس اُمّت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اُس نے صرف تیس[7] برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اُس نے خود فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا[7] اور ایسا ہی اس اُمّت کی نسبت فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ[8] تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو۔ اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جائے۔ اور نیز جبکہ یہ اُمّت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کے لئے خالی ہے تو پھر آیت اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنے ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جبکہ اس اُمّت کو ہمیشہ کے لئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مُردہ رکھنا ہی مدّنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ سو اے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی۔ اور غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے۔ اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔ پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویۂ عدم میں مخفی ہو گئی۔ اتّقوا اللہ اتّقوا اللہ اتّقوا اللہ۔"

(منقول از کتاب "شہادۃ القرآن")

(صفحہ ۵۵ تا ۵۹)

---

[1] الرعد: ۱۸　[2] الفاتحہ: ۵-۶　[3] النور: ۵۶

[4] الرعد: ۳۲　[5] بنی اسرائیل: ۱۶

[6] الانبیاء: ۱۰۶　[7] النساء: ۱۱۴　[8] آل عمران: ۱۱۰

انبیاء علیہم السلام کی برگزیدہ روحانی جماعتوں کے طریق پر

جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت کا قیام

از افاضات سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد۔ ناقل)
ایک بہت اہم سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جماعت کے مستقبل کی قیادت کی شکل کیا ہوگی؟ کیا یہ اُن گدیوں کی نہج پر چل پڑے گی جن میں پیروں کا رُوحانی ورثہ پُر اسرار طریق پر خود بخود اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ مُستقل ہوتا رہتا ہے۔ یا جمہوریت کی اُس ڈگر پر چل پڑے گی کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں۔ لہذا مذہبی اُمور میں بھی عوام کا اقتدار چلے گا۔ اور جمہوری طریق پر ایک ایسی مذہبی قیادت کو جنم دیا جائے گا جو نہ صرف عوام کے سامنے جواب دِہ ہو۔ بلکہ عوام کی منشاء کے رَحم و کرم پر رہے۔ جب تک وہ اُسے قابل سمجھیں قیادت پر فائز رکھیں؛ جب نااہل تصور کرنے لگیں یا اپنے مزاج کے خلاف پائیں تو اُسے رَدّ کر دیں۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ قیادت وہ طریق اختیار کرے گی جو انبیاء علیہم السلام کی پروردہ جماعتوں کا طریق ہوتا چلا آیا ہے۔ اور جیسے سیّد وُلدِ آدم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وصال پر صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت نے اختیار کیا۔ اس طریق کا فلسفہ یہ ہے کہ مذہبی قیادت جب بگڑ جائے تو کسی جمہوری یا پُراسرار طریق پر اس کی اصلاح نہیں ہُوا کرتی۔ بلکہ ایسے مواقع پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ خود قیادت کے اہل کسی انسان کو قیادت کے لئے چُنتا اور اپنی نظر کے نیچے اسے ایک جماعت کی تربیت کی توفیق عطا کرتا ہے۔ پس اس کے بعد وہ تربیت یافتہ جماعت اللہ تعالیٰ کے تصرف اور منشاء کے مطابق اپنے درمیان سے ایک ایسے متقی شخص کا انتخاب کرتی چلی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ مامور کی نیابت کرتا ہے۔ اس طریق پر جب اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مشیّت کے مطابق ایک دفعہ وہ اُن کا امام مقرر ہو جاتا ہے تو پھر تاحینِ حیات وہ اُن کا امام رہتا ہے۔ اور کوئی دُنیوی طاقت قیادت کی یہ چادر اس سے چھین نہیں سکتی —!

یہ نائب الرسول جسے خلیفہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِنسانوں کے سامنے نہیں بلکہ صرف اپنے ربّ کے سامنے جواب دِہ ہوتا ہے۔ گویا جہاں تک مذہبی جمہوریت کا تعلق ہے اس میں جمہور اللہ تعالیٰ کی مشیّت کا آلۂ کار تو ضرور بنائے جاتے ہیں۔ مگر اقتدارِ اعلیٰ خدا ہی کے ہاتھ میں رہتا ہے اور وہی ایک مُقتدر ہستی ہے جس کے سامنے یہ مذہبی قیادت ہمیشہ جواب دِہ رہتی ہے۔ یہ بعینہٖ وہی نظامِ خلافت ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا، اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عُمرؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم ایک دوسرے کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

پس سوال یہ تھا کہ ان تینوں میں سے کون سا نظام اس جماعت کے لئے مناسب اور مفید ہو گا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر اسلام کے اِحیائے نو کی خاطر قائم کی تھی۔

جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر متفقہ طور پر جس طریق پر اجماع کیا، وہ خلافتِ راشدہ کا طریق تھا۔ اس کے مقابل پر پیری مُریدی یا بادشاہی کے فرسُودہ نظام کو بھی رَدّ کر دیا گیا اور دُنیاوی جمہوریت کے اس نظام کو بھی ٹھکرا دیا گیا جو مغربی فلسفہ کی پیداوار ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضورؑ کے وصال کے بعد آپ کی تدفین سے پہلے جب آپ کی نعش مُبارک بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے لائی گئی تو جماعت کے بر سرِ آوردہ لوگوں نے باہم مشورہ سے نئے امام کی جانشینی کے مسئلے پر غور کرنا شروع کیا۔ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبؑ کی وفات سے دو چار روز پہلے رؤیا میں یہ دکھایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت حکیم نورالدین صاحب آپؑ کی جانشینی کریں گے۔ بزرگانِ جماعت اور انجمن کے سرکردہ ممبروں نے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ منتخب کرنے کے بارہ میں رائے ظاہر کی۔ تمام احبابِ جماعت کی نظریں پہلے ہی اس بزرگ اور عاشق صادق غلام پر پڑ رہی تھیں۔ چنانچہ بلا توقف ہر ایک نے آپ کے حق میں رائے دی۔ البتہ مولوی محمد احسن صاحب سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مشورہ کر لینا ضروری ہے۔ چنانچہ جب آپ سے مشورہ لیا گیا تو آپ نے نہایت شرحِ صدر سے اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا:-

"حضرت مولانا سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اور خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے اور حضرت مولانا ہی خلیفہ ہونے چاہئیں ورنہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔ اور حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ہے کہ اس جماعت کے دو گروہوں کی ایک طرف خُدا ہوگا"

(اصحابِ احمدؑ جلد دوم صفحہ ۵۸۹ طبع اوّل سنہ ۱۹۵۲ء)

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اکابرینِ جماعت نے جب متفقہ طور پر یہ درخواست کی کہ وہ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں، تو آپ نے ایک نہایت پُر از معرفت تقریر فرمائی جس میں جماعت کو توحید کا سبق دے کر الٰہی خوشخبریوں کے پورا ہونے کے فلسفہ کے بارے میں کچھ فرمایا۔ اور پھر اپنے امام منتخب ہونے سے متعلق اپنے دِلی جذبات اور خیالات کا اِن الفاظ میں اظہار فرمایا:-

"میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خُوب واقف ہوں۔ اور میرا ربّ مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دُنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دُعائیں کرتا ہُوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا۔ اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دِن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمُود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے .... اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے"

آخر میں آپؓ نے ارشاد فرمایا:-

"اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں، تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ تمہیں منظور ہو تو میں طوعًا و کرہًا اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان اُمور کو جو وقتًا فوقتًا اللہ میرے دِل میں ڈالے، شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسے کی تعلیم، میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اُٹھاتا ہوں جس نے فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی"

(الحکم ۶ رجون سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷، ۸)

اس تقریر کے بعد بیک زبان حاضرین نے بآوازِ بلند یہ عہد کیا کہ ہم آپ کے تمام احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر ہیں۔ اور مسیح موعودؑ کے جانشین۔ چنانچہ اِس اقرار کے بعد الحاج حضرت حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جملہ حاضرین سے جن کی تعداد بارہ سَو تھی، بیعتِ خلافت لی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

کی تاریخ میں ایک نیا دن طلوع ہوا۔

یہ دن قدرتِ ثانیہ کا دن تھا۔ جس نے تا ابد جماعت کے ساتھ رہنا تھا۔ اور جس کی خوشخبری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو دی تھی۔ چنانچہ "شہادت القرآن" میں آپ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں، لہٰذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو کہ تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا، تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(ماخوذ از "سوانح فضلِ عمرؓ" جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۳)

اعلیٰ اور نمایاں کامیابی

میرے بھتیجے عزیز سید ہارون احمد سلمہٗ ربہٗ ابن برادرم محترم سید میر محمد احمد صاحب نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور بزرگان و احبابِ جماعت کی دعاؤں کے طفیل امسال ایم۔ ایس سی (زیالوجی) کے فائینل امتحان میں پنجاب یونیورسٹی (پاکستان) میں ٹاپ کر کے گزشتہ بیس سالہ ریکارڈ توڑا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ الْاِحْسَان۔ عزیز موصوف، محترم حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے پوتے اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے نواسے ہیں۔ قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس نمایاں اور اعلیٰ کامیابی کو سلسلہ اور خاندان کے لئے ہر جہت سے بابرکت کرے اور مزید اعلیٰ ترین کامیابیوں کے حصول کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار: **امۃ القدوس**

بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان

تصحیح!

اخبار بدر مجریہ ۲۳ ۸ ۱۲ صفحہ ۷، ۸ پر "پینتیس ۳۵ سال بعد قادیان میں" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے صفحہ ۷ کی آخری سطر اور صفحہ ۸ کالم ۱ کا پہلا پیرا سہوِ کتابت سے صحیح نہیں لکھا جاسکا جس کی وجہ سے مفہوم غلط ہوگیا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مضمون کے اس حصہ کو اس طرح پڑھیں:۔

"احمدیہ چوک میں بائیں ہاتھ احمدیہ بک ڈپو ہوا کرتا تھا اور جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا مطب تھا، یہ ساری عمارتیں چونکہ کچی تھیں اب سب گر چکی ہیں۔ ان سے آگے بڑھ کر مہمان خانہ اور لنگر خانہ کے سامنے سے پرائیویٹ راستہ بہشتی مقبرہ کو جاتا ہے یہ شارع عام نہیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ شارعِ عام کے لئے بہشتی مقبرہ روڈ پر جو بڑا پل ہے اس کے قریب ہی شمال کی طرف شرقاً غرباً ایک وسیع راستہ ڈھاب کو پُر کر کے زمانہ درویشی میں بنایا گیا ہے۔ یہ کشادہ راستہ بھی درویشان کی محنتِ شاقہ اور کئی روزہ وقارِ عمل کے ذریعہ تیار ہوا جسے مرحوم منشی محمد نصیب صاحب سابق کلرک دفتر ریویو کے مکان کے سامنے سے گزرنے والی گلی سے ملایا گیا ہے۔ اس طرح یہ راستہ گویا شارعِ عام کا کام دیتا ہے۔"

(ایڈیٹر بدر)

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے (مینیجر بدر)

خلافتِ راشدہ کے تا قیامت بقا کی بشارت

یہ سورۂ نور میں وعدہ ہے سب ایمان والوں سے
خدا والوں، رسولِ پاک اور قرآن والوں سے
عمل جن کے بھی صالح ہوں گے وہ انعام پائیں گے
خدائے دو جہاں سے دولتِ الہام پائیں گے

عطا ہوگی انہیں ہر دور میں نعمت خلافت کی
بڑھے گی جس سے عزّ و شانِ محمدؐ کی رسالت کی
خلافت ان سے پہلی امتوں میں جیسے رائج تھی
اسی منہج پہ ہوگی امتِ احمدؐ میں بھی جاری

وہ امت کے لئے یکسر حصارِ عافیت ہوگی
اسی سے سب کی وابستہ صلاح و مشورت ہوگی
خدا کو اپنے بندوں کے لئے جو دیں پسند آیا
جسے اس نے شہِ ابرار پر نازل ہے فرمایا

خلافت کے ذریعہ اس کو ہوگی تمکنت حاصل
جہاں میں عزّ و استحکام و قدر و منزلت حاصل
خلیفہ منتخب جب بھی نیا ہوگا مشیت سے
بدل جائیں گے سب خوف و خطر امن و سکینت سے

عبادت ہو سکے تا حق کی اطمینان سے ہر دم
شریک اس کا کبھی ہرگز نہ ٹھہرائیں کسی کو ہم
گراں کردار ہے شرک کا اتنا حق تعالیٰ پر
زمین و آسماں بھی کانپ اٹھتے ہیں اسے سن کر

وفا ہوتا رہا ہے اب تلک وعدہ یہ صدیوں سے
سنہری دور امت پر کئی آئے خلافت کے
بحمد اللہ ملی ہے پھر یہ نعمت اہلِ ایماں کو
مسیحِ وقت کے اس دور کے اصحابِ ذی شاں کو

اک ارشادِ وعیدی بھی ہے اس وعدہ کے آخر میں
یہ لازم ہے کہ مومن اس کو بھی پیشِ نظر رکھیں
جو بیعت سے کسی راشد خلیفہ کی گریزاں ہے
جماعت کی نظامت سے الگ رہنے پہ نازاں ہے

سمجھتا ہے جماعت کی ضرورت ہی نہیں اس کو
خلافت کی قیادت کی ضرورت ہی نہیں اس کو
وہ ہر اک اجتماعی کام سے محروم رہتا ہے
مہمِ خدمتِ اسلام سے محروم رہتا ہے

جو سچ پوچھو تو وہ شیرازۂ امت کا دشمن ہے
نظامِ مرکزی کی حکمت و عظمت کا دشمن ہے
رضائے خاصِ ربّ العالمین وہ پا نہیں سکتا
وہ اس کے سایۂ رحمت کے نیچے آ نہیں سکتا

غرض اس کی مثال اس بھیڑ کی مانند ہوتی ہے
جو ظالم گرگ کے ہاتھ آ کے اپنا آپ کھوتی ہے
الٰہی رکھ ہمیں وابستۂ اسلامی خلافت سے
نہ اک لمحہ بھی گزرے عمر کا باہر جماعت سے

★ — محمد صدیق امرتسری، سابق مبلغ اسلام، انگلستان و مغربی افریقہ — ★

خلافت کا بابرکت نظام

رشحاتِ قلم قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دُنیا میں کسی رسول یا نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دُنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے۔ بلکہ ہر نبی اور رسُول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دُنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ ایک آدمی کی عُمر بہرحال محدود ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے۔ اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ خلیفہ کے معنے پیچھے آنے والے اور دُوسرے کی جگہ قائم مقام بننے والے کے ہیں۔ یہ سلسلۂ خلافت قدیم زمانہ سے ہر نبی کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے بعد یوشعؑ خلیفہ ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد پطرس خلیفہ ہوئے۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے بعد یہ سلسلۂ خلافت تمام سابقہ نبیوں کی نسبت زیادہ شان اور زیادہ آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہُوا۔ اس نظامِ خلافت میں نبی کے کام کی تکمیل کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی مدِنظر ہوتی ہے کہ تا جو دھکا نبی کی وفات کے بعد نبی کی نئی نئی جماعت کو لگتا ہے جو ایک ہولناک زلزلہ سے کم نہیں ہوتا اس میں جماعت کو سنبھالنے کا انتظام رہے۔ پس ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں بھی خدا کی یہ قدیم سُنت پُوری ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ..... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے، کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سُنت ہے۔ اور جب سے کہ اُس نے زمین کو پیدا کیا ہمیشہ اس سُنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے .... اور جس راستبازی کو وُہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پُوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے...... ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قُدرت کا دکھاتا ہے...... غرض دو قسم کی قُدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبی کے ہاتھ سے اپنی قُدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دُوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے...... خُدا تعالیٰ دُوسری مرتبہ اپنی زبردست قُدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہُوا۔ جبکہ آنحضرت صلعم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قُدرت کا نمونہ دکھایا۔ ...... ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہُوا...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ معاملہ ہُوا.... سو اَے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے...... سو اَب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنت کو ترک کر دے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قُدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا اور مَیں خُدا کی ایک مجسّم قُدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قُدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیّة)

خلفاء کے تقرر اور اُن کے مقام کے متعلق اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خلافت کا منصب کسی صورت میں بھی ورثہ میں نہیں آ سکتا بلکہ یہ ایک مقدس امانت ہے جو مومنوں کے انتخاب کے ذریعہ جماعت کے قابل ترین شخص کے سُپرد کی جاتی ہے۔ اور چونکہ نبی کی جانشینی کا مقام ایک نہایت نازک اور اہم رُوحانی مقام ہے اس لئے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ گو بظاہر خلیفہ کا انتخاب لوگوں کی رائے سے ہوتا ہے مگر اس معاملہ میں خدا تعالیٰ خود آسمان سے نگرانی فرماتا ہے اور اپنے تصرف خاص سے لوگوں کی رائے کو ایسے رستے پر ڈال دیتا ہے جو اُس کے منشاء کے مطابق ہو۔ اس طرح گو بظاہر خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ عمل میں آتا ہے مگر دراصل اس انتخاب میں خدا کی مخفی تقدیر کام کرتی ہے۔ اور اسی لئے خُدا نے خلفاء کے تقرر کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ خلیفہ ہم خود بناتے ہیں۔ یہ ایک لطیف رُوحانی نظام ہے۔ جسے شاید دُنیا کے لوگوں کے لئے سمجھنا مشکل ہو۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ کا تقرر ایک طرف تو مومنوں کے انتخاب سے اور دُوسری طرف خدا کی مرضی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور خدائی تقدیر کی مخفی تاریں لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظورِ ایزدی کی طرف مائل کر دیتی ہیں۔ پھر جب ایک شخص خدائی تقدیر کے ماتحت خلیفہ منتخب ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق اسلام کا حکم یہ ہے کہ تمام مومن اس کی پُوری پُوری اطاعت کریں۔ اور خود اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ تمام اہم اور ضروری اُمور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرے اور گو وہ مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں بلکہ اگر مناسب خیال کرے تو مشورہ رد کر کے اپنی رائے سے جس طرح چاہے فیصلہ کر سکتا ہے۔ مگر بہرحال اسے مشورہ لینے اور لوگوں کی رائے کا علم حاصل کرنے کا ضرور حُکم ہے۔

اِسلام میں یہ نظامِ خلافت ایک نہایت عجیب وغریب بلکہ عدیم المثال نظام ہے۔ یہ نظام موجود الوقت سیاسیات کی اصطلاح میں نہ تو پُوری طرح جمہوریت کے نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اُسے موجودہ زمانہ کی ڈکٹیٹر شپ سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ نظام ان دونوں کے بین بین ایک علیحدہ قسم کا نظام ہے۔ جمہوریت کے نظام سے تو وہ اس لئے جُدا ہے کہ جمہوریت میں صدرِ حکومت کا انتخاب میعادی ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب میعادی نہیں بلکہ عُمر بھر کے لئے ہوتا ہے دُوسرے جمہُوریت میں صدرِ جمہوریت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے، مگر اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حُکم تو بے شک ہے۔ مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحتِ عامہ کے ماتحت اسے رد کر کے دُوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ دُوسری طرف یہ نظام ڈکٹیٹر شپ سے بھی مختلف ہے۔ کیونکہ اوّل تو ڈکٹیٹر شپ میں میعادی اور غیر میعادی کا سوال نہیں ہوتا۔ اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دُوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کُلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ حسبِ ضرورت پُرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کر سکتا ہے۔ مگر نظامِ خلافت میں خلیفہ کے اختیارات بہرصورت شریعتِ اسلامی اور نبیٔ متبوع کی ہدایات کی قیُود کے اندر محدُود ہیں۔ اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے کا پابند نہیں مگر خلیفہ کو مشورہ لینے کا حُکم ہے۔

الغرض خلافت کا نظام ایک نہایت ہی نادر اور عجیب وغریب نظام ہے جو اپنی رُوح میں تو جمہوریت کے قریب تر ہے۔ مگر ظاہری صُورت میں ڈکٹیٹر شپ سے زیادہ قریب ہے۔ مگر وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دُنیا کے جُملہ نظاموں سے بالکل جُدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک رُوحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کی رُوحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے۔ اور لوگوں کے لئے اسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اور اس کی سُنّت سند قرار پاتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب السّنّة)

(منقول از کتاب "سلسلہ احمدیّہ" صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۹)

نظامِ خلافت کے ساتھ وابستگی

اور

ہمارے تین بنیادی فرائض

از محترم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعمالِ صالحہ بجا لانے والے مومنوں کو خلافت جیسی عظیم الشان نعمت کے وعدہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ اس نعمت کی حقیقی قدر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دین کو تمکنت عطا فرمائے گا۔ اور اُن کے ہر خوف کو دُور کر کے اسے امن میں بدلتا اور ان کے لئے اطمینان و سکینت کے سامان پیدا کرتا چلا جائے گا۔ اس نعمت کی حقیقی قدر کے طور پر اس نے مومنوں کو تین باتوں کا بطورِ خاص حکم دیا ہے۔ اور اُن میں سے جس بات کو سب سے مقدم کیا ہے وہ ہے نماز باجماعت۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں پہلے اپنے اس وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:—

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(سورۃ النور آیت ۵۶)

(ترجمہ):— اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حالِ عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئیے جائیں گے۔

خلافت جیسی عظیم الشان نعمت عطا ہونے اور اس کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے پر شکر گزاری کا طریق اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ ایسے مومنوں کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ کسی کو بھی خدا کا شریک نہ بنائیں اور توحید پر قائم ہو کر اس کی عبادت بجا لائیں۔ عبادت کا حق ادا کرنے کے سلسلہ میں اس نے تین باتوں کا مومنوں کو بطورِ خاص حکم دیا ہے۔ چنانچہ اگلی ہی آیت میں فرمایا:—

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(النور آیت ۵۷)

(ترجمہ):— اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان تین باتوں میں سے سب سے مقدم اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت کو رکھا ہے۔ جیسا کہ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ دوسری بات انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اور تیسری بات ہے ہر ہر قدم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجا لانا۔ دراصل ان تین باتوں پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق ملتی ہی ہے نعمتِ خلافت کی دل سے قدر کرنے اور خلیفۂ وقت کی اطاعت بجا لانے کے نتیجہ میں۔ اور ان باتوں پر عمل پیرا ہونے سے ہی مومن خلافت کی عظیم الشان برکات سے متمتع ہوتے ہیں۔ اسی لئے سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:—

"درحقیقت اقامت الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہو سکتی کیونکہ رسولؐ کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے ...... پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی۔ کیونکہ اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے (یعنی خدمتِ دین کی غرض سے چھوڑنے) کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰتیں بھی جاتی رہیں گی۔ اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا"

(تفسیر کبیر جلد ۵ جزو اوّل تفسیر سورۃ النور صفحہ ۳۷)

الغرض ہمارے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے بموجب خلافت کی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرمایا ہے ازبس ضروری ہے کہ ہم نماز باجماعت کے التزام، انفاق فی سبیل اللہ اور اطاعتِ رسولؐ میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ یہی وہ تین باتیں ہیں جن پر آجکل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں بطورِ خاص زور دے رہے ہیں۔ خلافت کے ساتھ دلی وابستگی کے تعلق میں انہیں ہمارے تین بنیادی فرائض کی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی کما حقہٗ ادائیگی میں ہماری تمام تر کامیابی کا راز مضمر ہے۔

خلافت کامراں ہے امتحاں میں

عنادل نغمہ خواں ہیں گلستاں میں
ملائک شادماں ہیں لامکاں میں
خدا کے نور کے جلوے تو دیکھو
ہر جانب زمین و آسماں میں

یہ فرمایا ہے ختم المرسلیںؐ نے
مرا مہدی ہے مولیٰ کی اماں میں
قیامِ شرع اور احیاء دیں کا
وہ ہوگا مہتمم سارے جہاں میں

ہوئی منہاجِ نبوت پر خلافت
ہوئی قائم جہاں کے بوستاں میں
ظہورِ مہدئ موعود احمدؑ
ہوا ہے قادیاں دارالاماں میں

مساجد بن رہی ہیں قریہ قریہ
ہند و یورپ میں ہی کیا افرنگستاں میں
طلوعِ فجر مشرق سے ہوا ہے
اثر دیکھو مؤذن کی اذاں میں

یہ سب اہلِ بصیرت جانتے ہیں
خلافت کامراں ہے امتحاں میں
خدا کی حمد ہے ہر اک زباں پر
اُسی کا شکر ہے قلب و دہاں میں

محتاجِ دعا:- عبدالرحیم راٹھور

خلافت و مجدّدیت!

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی سلسلہ نبوّت و رسالت جاری فرمایا۔ ابتداء میں چونکہ ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل کی سہولت نہ تھی اس لئے ہر نبی ایک مخصوص قوم اور ایک مخصوص علاقہ کے لئے اور ایک محدود زمانے کے لئے آتا تھا۔ اور وہ اپنا مفوضہ مشن مکمل کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جاتا تھا۔ ان انبیاء کرام کی بعثت کے ذریعہ انسان کی ذہنی عقلی۔ تمدنی اور روحانی ترقی ہوتی چلی گئی۔ اور بالآخر انسان کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ذریعہ اتنا بلند و بالا ہوا کہ وہ اس عظیم شریعت کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہو گیا جو کہ ہر پہلو سے مکمل، آخری اور دائمی شریعت ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی مخصوص قوم یا مخصوص علاقہ کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین یعنی تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ اور آپ کے ذریعہ بنی نوع انسان کو ملنے والی شریعت ایک مکمل ضابطۂ حیات اور دائمی شریعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

(المائدہ ع آیت ۴)

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر "اسلام" کو پسند کیا ہے۔

اس کامل اور دائمی شریعت کی ظاہری اور باطنی یعنی لفظی و معنوی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں وعدہ فرمایا ہے:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔

(الحجر ع)

کہ اس ذکر (یعنی قرآن مجید) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

اس حفاظت کی ظاہری صورت یعنی لفظی حفاظت کتاب اور حفّاظ کی شکل میں قائم ہے۔ اور باطنی اور معنوی حفاظت روحانی بزرگان دین اور مجددین کرام کے ذریعہ ہوئی۔ جن کے ظہور کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیں الفاظ پیشگوئی فرمائی تھی:-

اِنّ اللہ یبعث لھٰذہ الاُمّۃ علیٰ رأس کلّ مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ و اصول کافی صفحہ ۶۹۴)

کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے اشخاص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کو تازہ کریں گے۔

اس حدیث کی صحت پر اہل سنت والجماعت اور شیعہ حضرات کو بھی اتفاق ہے۔ چنانچہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں جو مجدد آئے ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال نے اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں درج کئے ہیں۔ اس کے مطابق پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۵) اسی طرح گیارھویں صدی کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندیؒ تھے۔ جن کو مجدد الف ثانی بھی کہا جاتا ہے (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹) اور بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور تیرھویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد بریلویؒ تھے (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

اسی ضمن میں چودھویں صدی کے مجدد کے بارہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"در سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے تو وہ اس صدی کے مجدد و مجتہد ہوں گے۔

احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مہدی" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"یَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ نَبِیِّہِمْ وَیُلْقِی الْاِسْلَامَ بِجِرَانِہٖ فِی الْاَرْضِ۔"

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۱)

کہ وہ لوگوں میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق عمل کرے گا۔ اور اسلام کو زمین میں مستحکم کر دے گا۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ نہ تو وہ اب تک زندہ ہیں اور نہ ہی وہ دوبارہ اس دنیا میں واپس آئیں گے۔ چنانچہ حدیث نبویؐ سے ثابت ہے کہ اس امت محمدیہ میں ظاہر ہونے والی شخصیت صرف ایک ہے نہ کہ دو۔ وہی مہدی موعود ہوں گے اور وہی عیسیٰ بن مریم بھی۔ اور وہی چودھویں صدی ہجری کے مجدد ہوں گے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے:-

(ا) "وَلَا الْمَہْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ۔"

(سنن ابن ماجہ باب شدۃ الزمان صفحہ ۲۹۵)

یعنی سوائے عیسیٰ کے اور کوئی مہدی نہیں۔

(ب) "یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَہْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا"

کہ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے اس حال میں کہ وہی امام مہدی اور حکَم اور عدل ہوں گے۔

یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پا چکے ہیں۔ تو ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں آنے والا مہدی ہی حضرت عیسیٰ کا مثیل بن کر اور ان کا نام پا کر ظاہر ہوگا۔ اور یہ موعود شخصیت، صرف ایک ہی شخصیت ہوگی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ:

مندرجہ بالا احادیث نبویہ کے مطابق اسی چودھویں صدی ہجری کے سر پر سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے باذن الٰہی اس صدی کا مجدد، مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔"

(کتاب البریّہ صفحہ ۱۶۸)

(۲) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود ہوں اور مہدی معہود ہوں، اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکَم ہوں۔" (اربعین صفحہ ۱)

(۳) "میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴)

(۴) "میں اُس خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہے وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

اب ہجری سنہ کے لحاظ سے چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ اور پندرھویں صدی ہجری کا تیسرا سال چل رہا ہے۔ مگر چودھویں صدی میں سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کے اور کوئی مجدد ہونے کا دعویدار نہیں۔ چودھویں صدی کا بغیر کسی مجدد کے خالی گزر جانا کیا یہ امر قابل غور نہیں —؟ یقیناً ہے!!

قارئین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ (۱۸۹۰ء) کے وقت سے لے کر اپنے وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک اپنے مقدس مشن "یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ" احیائے دین اور قیام شریعت محمدیہ کے لئے بھرپور کوشش کرتے رہے۔ اور آپ کی قریباً اسّی کتب و تصانیف اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ نے دلائل و براہین کے ذریعہ دیگر ادیان پر زبردست غلبہ حاصل کیا۔ آپ کے وصال کے

بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان میں حضور علیہ السلام کا وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق اکابرین جماعت اور کثیر التعداد حاضر الوقت احباب جماعت نے متفقہ طور پر حضرت الحاج مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا پہلا جانشین اور خلیفہ منتخب کیا اس طرح جماعت احمدیہ میں بھی "قدرت ثانیہ" یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام پر جماعت کا اجماع ہو گیا۔

جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوئی تو حسب سابق جماعت کی اکثریت نے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کا خلیفہ ثانی منتخب کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بابرکت زمانہ خلافت میں جو نصف صدی سے زائد عرصہ تک ممتد رہا جماعت نے غیر معمولی اور عالمگیر ترقی کی۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد نواسہ کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپؒ کی مبارک قیادت میں بفضلہ تعالیٰ جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے اپنی منزل غلبہ اسلام کی طرف کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتی رہی اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپؒ کو برکت و کامیابی عطا فرمائی اور آپ کی پیش کردہ ہر اسکیم کو کامیاب بنایا بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب اسلام آباد میں وصال ہو گیا اور ۱۰ جون کو حضورؒ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ۱۰ جون کو ہمارے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے اور قریباً پچیس ہزار افراد نے اسی روز بیعت کر لی اور بعد میں ساری جماعت آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر کے متحد و منسلک ہو گئی اور اشاعت اسلام اور تربیت جماعت کا کام شاندار طریق پر جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور عمر میں برکت دے اور آپ اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران ہوں آمین

قارئین کرام اب جبکہ پندرھویں صدی ہجری شروع ہو چکی ہے اس کا تیسرا سال جاری ہے طبعاً بعض اذہان میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب اس پندرھویں صدی کا مجدد کون ہو گا؟ اور کیا پندرھویں صدی میں کوئی نیا مجدد ظاہر ہو گا؟ پھر اس مجدد اور جماعت میں قائم خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا باہمی ربط و تعلق کیا ہو گا؟ یہ وقت کا ایک اہم سوال ہے جس پر سنجیدگی سے غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

جب ہم اس مسئلہ پر قرآن مجید، احادیث نبویہ، اقوال بزرگان سلف، موجودہ زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی تحریرات کی روشنی میں غور و فکر کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں:-

(۱) — قرآن مجید ایک مکمل اور دائمی شریعت ہے اور اب یہ کتاب بغیر کسی تغیر و تبدل کے قیامت تک محفوظ رہے گی اس کی آیات کے بارہ میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

(آل عمران ع)

کر دی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جس کی بعض آیتیں تو محکم آیتیں ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور ہیں جو متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس کتاب کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کے لئے اُن آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس کتاب میں سے متشابہ ہیں۔ حالانکہ اس کی تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے کہ جو کہتے ہیں کہ ہم اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقلمندوں کے سوا کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ قرآن کی بعض آیات محکمات ہیں اور بعض متشابہات مگر مومن متشابہات کو محکمات کے تابع کرتے ہیں۔

(۲) — جب ہم قرآن مجید پر تدبر کی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں سورۃ "النور" میں ایک محکم آیت ملتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ النور ع)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

یہ آیت استخلاف اُمت محمدیہ میں نظام خلافت کے قیام و اجراء کے لئے قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اُمت محمدیہ میں خلافت راشدہ کا قیام اسی وعدہ الٰہی کے ایفاء کا ظہور تھا۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے بعد آیت استخلاف میں اُمت محمدیہ میں جس نظام خلافت کے قیام کا وعدہ کیا گیا ہے اُس کی مختلف صورتیں ہیں ایک صورت وہ ہے جو خلافت راشدہ کے قیام کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ دوسری روحانی صورت وہ ہے جس کا ذکر حدیث مجددین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے مجدد بھیجے گا۔ تیسری صورت وہ ہے جو مسیح موعود کی بعثت سے ظاہر ہوئی۔ کیونکہ مسیح موعود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہے۔ چوتھی صورت وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی جماعت میں قدرت ثانیہ کے ظہور اور نظام خلافت کے اجراء سے ظاہر ہوئی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیشگوئی فرمائی تھی۔

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہو گی (اور گویا اس کا تتمہ ہو گی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اٹھ جائے گی اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا جو خواہ ظلم کے طریق سے اجتناب کرے مگر وہ جمہوریت کے اصول کے خلاف ہو گی اور پھر اس رنگ کی حکومت بھی اٹھ جائے گی اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہو گی اس کے بعد راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اس ارشاد حدیث میں اسلام کے مختلف ادوار کو بیان کیا گیا ہے اور آخری دور میں پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور قائم ہو جائے گا۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے کسی بندہ درگاہ کو ظلی اور بروزی نبوت کی خلعت سے نواز کر اس کے ذریعہ پھر صحیح خلافت اسلامیہ کا سلسلہ شروع کر دے گا یہ لطیف حدیث اپنی دوسری لطافتوں کے ساتھ صریح اور واضح الفاظ میں یہ اشارہ کر رہی ہے کہ جس طرح اسلام کے آغاز میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی اسی طرح آخری زمانہ میں دوبارہ اسی رنگ میں خلافت قائم ہو گی راوی بیان کرتے ہیں کہ "ثُمَّ سَكَتَ" کہ اس قدر بیان فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس خاموشی میں یہ اشارہ کرنا مقصود تھا کہ اس دوسری خلافت کے ساتھ اسلام کی تاریخ کا پہلا دور ختم ہو کر ایک نیا دور شروع ہو جائے گا اور یہ نیا دور وہی ہے جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ شروع ہو چکا ہے چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب "مشکوٰۃ" میں جہاں یہ حدیث نقل کی گئی ہے وہاں اس کے بین السطور یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ الظاهر ان المراد به زمن عيسىٰ

بالہ ہ۔دی۔
(مشکوٰۃ طبع اصح المطابع کراچی صفحہ ۴۶۱)
یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اس دوسرے دور سے مسیح اور مہدی کا زمانہ مراد ہے اور اس دورِ ثانی میں قائم ہونے والی خلافت امتِ محمدیہ میں جاری و ساری رہے گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اس موقع پر بے موقع نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لطیف پیرایہ میں اشارہ فرما دیا ہے کہ اب یہ خلافت علیٰ منہاج النبوت امت میں چلتی چلی جائے گی۔

(۴) خلافت کی علتِ غائی بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ آیتِ استخلاف کی عمومیت کو تسلیم کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں ہوتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔"
(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ایک خصوصی جامعیت کا حامل ہے جبکہ ایک طرف حضورؑ نے استفہامِ انکاری کے انداز میں اس گروہ کے نظریہ کی تردید کی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کے دورِ اول میں تیس سالہ دورِ خلافت کے بعد امتِ محمدیہ کی روحانی تربیت کا سلسلہ بند ہو گیا اور اس دروازے کے بند ہو جانے سے دنیا [illegible] خدا کو کوئی پرواہ نہیں رہی۔ اس جگہ حضورؑ نے نہایت لطیف پیرایہ میں سلسلہ مجددین کے جاری ہونے اور ان کے طائفہ کے مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہونے کی طرف اشارہ کیا اور واضح فرمایا کہ مطابق ارشادِ نبوی صلعم جب تک مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ دوسری بار خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام عمل میں نہیں آتا اس عبوری زمانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو بشارت دی کہ ہر صدی کے سر پر مجددین آتے رہیں گے جو امت کے دورِ تنزل میں بھی مختلف مقامات پر روحانی شمع کو روشن رکھنے کا ذریعہ ہوں گے ان ہی مجددین میں سے چودھویں نمبر پر مجدد خود مسیح موعود ہوگا اس طرح اس برگزیدہ وجود کی بعثت کے بعد مجددین کا سلسلہ تو ختم ہو جائے گا۔ البتہ حسب ارشادِ نبوی صلعم خلافت علیٰ منہاج النبوت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اس دور میں کسی علیحدہ مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور خلافتِ راشدہ کا نظام پہلے دور میں بھی اور دوسرے دور میں بھی نظامِ تجدیدی سے کہیں بڑھ کر اور محیط کل عالم اور مؤثر تھا اور ہوگا۔ انشاء اللہ

(۵) حضرت امام سیوطی کی وضاحت

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے (جو نویں صدی کے مجدد تھے) سابقہ مجددین کے اسماء گرامی اپنے منظوم کلام میں ذکر کرتے ہوئے بالآخر عیسیٰ نبی اللہ کو ہی اس وقت کا مجدد قرار دیا جیسا کہ فرمایا:-

وآخر المئین فیھا یاتی
عیسیٰ نبی اللہ ذو الآیات
یجدد الدین لھذی الامۃ
(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۸)

کہ مجددین کی آخری صدی میں عیسیٰ نبی اللہ صاحب آیات و بینات جب تشریف لائیں گے تو وہی اس وقت امتِ محمدیہ کے لئے تجدید دین کا کام بھی کریں گے۔
اس کے ساتھ ہی حضرت امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:-

وبعدہٗ لم یبق من مجدد
(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۸ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب ۱۲۹۱ھ)

حضرت امام سیوطیؒ کے ارشاد سے واضح ہو گیا کہ وہ بھی حدیث نبوی صلعم کی رو سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے وقت نظامِ خلافتِ راشدہ کے قیام کی وجہ سے کسی علیحدہ مجدد کی ضرورت نہیں سمجھتے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"اور یہ بھی اہلِ سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳)

(۶) حضرت مسیح موعودؑ مجدد الف آخر ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو حکم و عدل قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)
حضور علیہ السلام جن کا فیصلہ قطعی و حتمی ہے فرماتے ہیں:-

"ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضروری تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶-۷)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد الف آخر ہیں اس لئے اب آئندہ کسی الگ مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق اب دورِ ثانی میں خلافت علیٰ منہاج النبوت ہی قیامت تک جاری و ساری رہے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیۃ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"(غرض خدا تعالیٰ۔ ناقل) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے .... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ .... تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا .... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا .... سو اے عزیزو! .... تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت (یعنی خلافت۔ ناقل) نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو خدا تعالیٰ پھر اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"
(رسالہ الوصیت صفحہ ۵ و ۶)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپؑ کے مبارک وجود کے ذریعہ قدرتِ اولیٰ کا اظہار فرمایا اور پھر آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے سلسلہ میں قدرتِ ثانیہ یعنی نظامِ خلافت کو قائم فرمائے گا اور یہ خلافت دائمی اور تا قیامت ہوگی اور اس خلافت کے قیام کی صورت میں کسی علیحدہ مجدد کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۷) حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد گرامی

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ نے بھی ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:-

"خلیفہ خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آ سکتا ہے۔"
(الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۴۷ء صفحہ ۲ کالم ۴)

(۸) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اسی موضوع پر ۲۷ اخاء ۱۳۴۷ ہش مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ ربوہ کے موقع پر ایک جامع و مانع خطاب فرمایا تھا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۷ء کے موقع پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جو روح پرور پیغام ارسال فرمایا تھا اس میں بھی حضور انور نے اس مسئلہ کے بارے میں روشنی ڈالی تھی۔ چنانچہ حضورؒ اپنے خطاب انصار اللہ میں فرماتے ہیں:-

(۱) "اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد

الف آخر بھی۔ پورے ہزار سال کا مجدد۔ اس واسطے کوئی شخص یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ پندرھویں صدی کے سر پر مجدد نہیں ہوگا۔ یا سولہویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہیں ہوگا۔ لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ پندرھویں سولہویں سترھویں یا اٹھارویں صدی میں حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ کوئی اور مجدد ہوگا۔ وہ غلط کہتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو جھٹلاتا ہے۔"

(اخبار بدر قادیان ۲۲؍مئی ۱۹۶۹ء)

ب:۔ اور اسی طرح حضور انورؒ اپنے پیغام جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ..... یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی موعود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم کرے گا اور اس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا پس یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کے بعد الگ کسی مجدد کی ضرورت باقی نہیں رہتی اب تجدید دین اور احیاء دین کا کام تا قیامت انشاء اللہ خلفاء مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوتا رہے گا۔"

(پیغام جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۷ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہماری نسلوں کو خلافت کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ہم سب حضرت مصلح موعودؓ کی مندرجہ ذیل نصیحت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں:۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔"

(الفضل ۲۰؍مئی ۱۹۵۹ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے وابستہ چند دلنواز یادیں

از محترم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر جنرل پولیس ــــ بہار

دو ملکوں کی سرحدیں حائل تھیں اور کچھ ملازمت کی ذاتی دشواریاں بھی کہ میں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے اُن کے دورِ خلافت میں شرفِ ملاقات حاصل نہ کر سکا۔ یہ میری سب سے بڑی بدقسمتی ہے جو ہمیشہ میرے دل اور میری روح میں کانٹا بن کر کھٹکتی رہے گی۔

میں اپنے ناصر سے آخری بار ۱۹۶۳ء میں ربوہ میں ملا تھا آپؒ نے بڑی محبت اور شفقت سے مجھے اور میری اہلیہ کو کار بھیج کر اپنے ہاں چائے پر بلایا چائے سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اپنے ساتھ زیر تعمیر تعلیم الاسلام کالج کی عمارتیں دکھانے کے لئے لے گئے اور پھر بڑے پیار سے ہمیں رخصت کیا۔ دوسرے دن ہم واپس ہندوستان کے لئے روانہ ہوئے دل بڑا غمگین اور بوجھل تھا۔ ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اُن دنوں سخت علیل تھے۔

بہت دنوں سے خواہش اور دلی تمنا تھی کہ مسجد اسپین کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات ہوگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور ہمارا محبوب امام ہم حرماں نصیبوں کو غمگین وافسردہ بنا کر ہمیشہ کے لئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں نے ۱۹۴۴ء میں ایم۔اے کیا اور جنوری ۱۹۴۵ء میں تعلیم الاسلام کالج میں انگریزی کا لیکچرار مقرر ہوا اور مارچ ۱۹۴۷ء تک کام کرتا رہا۔ پھر بہار واپس آگیا۔

اس دو سال سے زائد کے عرصہ میں مجھے اپنے ناصر کی قیادت بحیثیت پرنسپل تعلیم الاسلام کالج حاصل رہی اور میں آپ کی شفقت محبت اور خلوص سے وافر حصہ پاتا رہا بعض غلطیاں اور بیوقوفیاں بھی مجھ سے سرزد ہوتی رہیں جس میں سراسر میرا اپنا ہی قصور ہوتا پر ہمارے ناصر نے ہمیشہ درگزر فرمایا اور بڑی اعلیٰ اور شفیق قیادت کا ثبوت دیا۔

حضورؒ ہمیشہ کالج کی بہبودی اور ترقی کے لئے سوچتے اور کوشاں رہتے۔ ایک لگن تھی کالج اور طلباء کی بہبودی اور تعلیمی ترقی کے لئے۔

حضورؒ کے بابرکت دورِ خلافت میں یہ ناچیز حضورؒ کے مشفقانہ اور محبت سے لبریز خطوط سے مشرف ہوتا رہا۔ بعض خط حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے بھی تحریر فرمائے اس قسم کا آخری خط حضور نے فروری ۱۹۸۲ء میں تحریر فرمایا تھا۔

ربوہ یا بیرونی ممالک میں جب بھی میرے کوئی رشتہ دار حضورؒ سے ملے تو حضور نے از راہ شفقت مجھے "میرا فضل کیسا ہے"۔ کے الفاظ سے یاد فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مجھے ان ہی الفاظ سے یاد فرماتے رہے۔

دو مرتبہ جب حضورؒ کینیڈا تشریف لے گئے تو ہر بار TORANTO میں میرے لڑکے ڈاکٹر نعیم احمد سلمہ کی تلاش کرواتے اور جب وہ حاضر ہوتا تو بڑے پیار سے اپنے ساتھ ہی رکھتے اور بعض دفعہ بہت دیر تک اُس کا ہاتھ تھامے رہتے۔

۱۹۸۰ء کے دورہ کینیڈا کے وقت حضورؒ سے جب نعیم سلمہٗ ملا تو حضورؒ نے اُسے دو تھپڑ لگائے اور فرمایا کہ "اپنے ابا کو کہو کہ میں نے تھپڑ لگائے ہیں پر پیار سے"۔ سبحان اللہ کتنا شفیق، کسقدر پیار کرنے والا ہمارا ناصر دین تھا۔ خدا تعالیٰ اپنی بے شمار رحمتیں، برکتیں اور انوار حضورؒ کی روح مبارک پر نازل فرمائے آمین حضورؒ نے چند تصویریں بھی اپنے ساتھ نعیم سلمہٗ کی کھنچوائی تھیں۔

۱۹۷۹ء میں خاکسار اچانک سخت بیمار ہوگیا اور ہسپتال Intensive care unit میں داخل کرایا گیا جہاں بارہ دنوں تک رہنا پڑا۔ پہلے ہی روز جب تار سے حضور سے دُعا کی درخواست کی گئی تو حضورؒ بے انتہا محبت کا اظہار فرماتے ہوئے تڑپ اٹھے اور جوابًا تار سے ہی ارشاد فرمایا کہ برابر تار سے خیریت کی اطلاع ملتی رہنی چاہئیے۔ کتنا پیار کرنے والا تھا ہمارا ناصر، ہمارا شفیق اور اولوالعزم امام۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اپنے پیارے امام کی دُعاؤں کے طفیل میں دو ہفتہ میں بالکل صحت یاب ہوگیا الحمد للہ

۱۹۸۱ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر میں نے اپنی انگریزی میں تقریر کا موضوع "اسلام اور سائنس" رکھا تھا۔ اس کی منظوری دیتے ہوئے حضورؒ نے خود اپنے دست مبارک سے اضافہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ تقریر کا موضوع "اسلام اور سائنس۔ قرآن اور بائیبل" ہو۔ خدا کے فضل سے اس موضوع پر ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ پر تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انشاء اللہ اس مضمون کی تکمیل جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کی تقریر کے موقع پر کر سکوں گا

۱۹۷۸-۷۹ء میں کچھ دوستوں نے اپنے خاص مقصد کے حصول کے لئے مکماتی ریشہ دوانیاں میرے خلاف شروع کی تھیں۔ میں دعاؤں کے لئے اپنے امام کی طرف رجوع کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور حضورؒ کی مشفقانہ دُعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و حفاظت حاصل رہی ہمارے یہ دوست اپنے مقصد میں ناکام ہوئے اور میں ٹھیک وقت میں اپنے محکمہ کے سب سے اونچے عہدہ پر پہنچ گیا الحمد للہ

الغرض بڑا ہی پیارا وجود تھا۔ ہمارے ناصر، ہمارے پرنسپل اور ہمارے امام سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں فضلوں اور انوار کی بارش حضورؒ پر ہوتی رہے آمین ثم آمین۔

ولادت:۔ مکرم وی محمد عثمان صاحب ساکن بمبئی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۴/۲/۸۲ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام "محمد افضل" تجویز کیا گیا ہے۔ بزرگان واحباب جماعت سے عزیز نومولود کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

خاکسار: محمد حمید کوثر مبلغ سلسلہ بمبئی

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافتِ راشدہ کی اہمیت

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مُدرّس مدرسہ احمدیہ قادیان

دو دائمی حقیقتیں

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے ساتھ غلبۂ اسلام کی نادر الوقوع اور بے نظیر پیشگوئی وابستہ ہے۔ سلفِ صالحین اور مفسرین کرام بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کرتے آئے ہیں کہ سورۃ الصف میں غلبۂ اسلام علی الادیان کی جو عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے — (لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوگی۔ انبیاء علیہم السلام تو طبعی عمر میں رفیقِ اعلیٰ کی طرف تشریف لے جاتے ہیں البتہ نبوت کی قائمقام خلافتِ راشدہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو تو لمبا عرصہ تک قائم رہ سکتی ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ عجیب انداز سے جلوہ گر ہے کہ خلافتِ راشدہ کا دورِ اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق صرف تیس سال تک قائم رہا لیکن دورِ ثانی اور جمالی دور جس سے غلبۂ اسلام علی الادیان کی عظیم الشان پیشگوئی وابستہ ہے اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں دائمی بتایا گیا ہے۔

غلبۂ اسلام کی نہایت پُر عظمت پیشگوئی جو خلافتِ راشدہ کے دورِ ثانی سے وابستہ ہے اس کے لئے عند العقل ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مضبوطی کے لئے غیر معمولی انتظامات مہیا فرماتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اولاد اور نسل کو اس کے لئے چُن لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں اس مقدس خاندان کو بھی خلافت کی طرح دائمی عظمت عطا فرمائی اور آج یہ سب کچھ منصۂ شہود پر بھی آ چکا ہے کہ خلافتِ راشدہ اور مقدس خاندان ایک دوسرے میں پیوست ہو کر غلبۂ اسلام کی بے نظیر پیشگوئی کی طرف بڑی استقامت اور مضبوطی کے ساتھ قدم بڑھا رہے ہیں۔

دوامِ خلافت کے متعلق دو عظیم الشان پیشگوئیاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ راشدہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دو ادوار کے متعلق جہاں عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے وہاں خلافتِ راشدہ کے دورِ اولیٰ کے قیام کے بعد اس کے انقطاع کا تو نہایت واضح الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے لیکن دورِ ثانی کے انقطاع کا ذکر قطعاً موجود نہیں ہے جو اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ دورِ ثانی کی خلافتِ راشدہ کے دائمی ہونے کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دورِ ثانی کی نشاندہی فرما کر حضورؐ خاموش ہو گئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے بعد خلافتِ راشدہ کی نشاندہی فرماتے ہوئے اس کے دائمی ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے چنانچہ حضورؑ اپنی وفات کی خبر دیتے ہوئے خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال اس طرح دیتے ہیں کہ:—

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔" (الوصیت)

اور اپنے بعد سلسلۂ خلافت کو غیر منقطع اور دائمی قرار دیتے ہوئے فرمایا:—

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیت)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں عند العقل خلافتِ راشدہ کا دائمی ہونا ضروری تھا کیونکہ اس دورِ جمالی کے ساتھ غلبۂ اسلام کی بے نظیر پیشگوئی وابستہ تھی۔ سو ایسا ہی ہوا۔

خاندانِ مقدس کی دوامی عظمت کے متعلق دو عظیم الشان پیشگوئیاں

غلبۂ اسلام علی الادیان کی پیشگوئی ایسی نادر الوقوع، بے نظیر اور اسلامی عظمت کو چار چاند لگانے والی عالمگیر پیشگوئی ہے جو خلافتِ راشدہ کے دورِ ثانی سے وابستہ ہے کی وجہ سے تقاضا کرتی تھی کہ اس خلافتِ راشدہ کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ غیر معمولی سامان مہیا فرماتا سو ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نہایت دقیق کارنامہ کے لئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چن لیا تاکہ ایک طرف اس مقدس خاندان کے افراد پے در پے مسندِ خلافت پر فائز ہو کر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نافع و نشان ثابت ہوں کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور دوسری جانب بطور حجت ملزمہ خلافتِ راشدہ کی مضبوطی کا باعث بھی ہوں کہ غلبۂ اسلام علی الادیان اسی سے وابستہ ہے چنانچہ جس طرح دوامِ خلافت کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اسی طرح اس مقدس خاندان کی عظمت کے دوام کے متعلق بھی ان دونوں مقدس ہستیوں کی نہایت بلند پایہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ میں بھی یہ واضح اشارہ تھا کہ مسیح موعود کی اولاد اور نسل خدمتِ اسلام کا نادر اور اہم کردار انجام دے گی اور حسب منطوق حدیث نبوی لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ جمعہ) کہ اگر ایمان ثریا (ستارہ) پر بھی چلا جائے گا تو اس کو اہلِ فارس میں سے کئی آدمی یا ایک آدمی پھر وہاں سے لے آئیں گے) میں لفظ "رجال" اسی حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افرادِ خاندان جو اہلِ فارس ہیں تجدید دین کا فریضہ صفِ اول میں کھڑے ہو کر انجام دینے والے ہیں سو آج مشاہدہ ایک اور ایک دو کی طرح اس حقیقت کی تائید کر رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی اعلامِ الٰہی کے مطابق یہ پیشگوئی ہے کہ:—

"چونکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں پھیلا دے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہربانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب طبع اول صفحہ ۶۴، ۶۵)

اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دورِ اول اور دورِ ثانی کے منکرین خلافت کو ایسی عبرتناک شکست دی ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے پے بہ پے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بعد تین خلفاء کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اولاد اور نسل میں سے برپا کر کے اپنے عظیم وعدوں کا نہایت ایمان افروز ثبوت دے دیا ہے یہ خلفاء کرام جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اظہر من الشمس ثبوت مہیا فرما رہے ہیں کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے وہاں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کی صداقت پر برہانِ عظیم کا حکم رکھتے ہیں کہ اس مقدس خاندان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق غلبۂ اسلام علی الادیان کے لئے خلافت کی مضبوطی کے سامان پیدا فرما دیئے ہیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موعود نافلہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر دیکھئے)

خلافت مسلمانانِ عالم کے اتحاد کا واحد ذریعہ

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی (مہاراشٹر)

مسلم پریس خواہ وہ کسی بھی ملک یا زبان سے تعلق رکھتا ہو آئے دن مسلمانوں کی زبوں حالی اور انتشار و پراگندگی کا رونا روتا رہتا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے صرف دو اقتباس ملاحظہ فرمایئے:-

"مسلمانوں کی آبادی دنیا بھر میں سو کروڑ ہے۔ ان کی ۴۴ مملکتیں ہیں ایک ایک ملک کے پاس کروڑوں ڈالر کا اسلحہ ہے۔ صرف عرب اور خلیجی ریاستوں نے کھربوں ڈالر مالیت کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ ملک کمزور ہیں اور مسلمانوں کی بے بسی اور محتاجی نمایاں ہے۔"

(نشیمن ۱۰ر اپریل ۱۹۸۳ء صفحہ ۳)

اسی طرح مورخہ ۲۱/۴/۸۳ کے "نشیمن" میں صفحہ ۳ پر ایک بزم کی طرف سے "ہمیں آپ کا مشورہ درکار ہے" کے زیرِ عنوان مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔

"آج کے اس پُر آشوب دور میں جبکہ ہر چہرے پر تفکرات کی گرد جمی ہوئی ہے دل پریشان اور ذہن الجھا ہوا ہے۔ امن و آشتی کی صبح مصائب و آلام کی تاریکیوں میں چھپ گئی ہے۔ جدھر بھی دیکھئے ہم کمزور و محتاج ہو گئے ہیں۔ فرقہ بندی نے ہمیں مار رکھا ہے اور دوسری طرف شرخ اور زرد آندھی ہماری طرف بڑھ رہی ہے اور دوستی کے پردے میں ہماری تباہی کے منصوبے بنا رہی ہے۔ ہمیں ایک خدا ایک رسُول اور ایک قرآن کا پرچم بلند کرتے ہوئے ایک ہونا اور آگے بڑھنا ہے۔ مگر کس طرح؟ قومِ مسلم کو ایک بنانا ہے۔ مگر کس طرح۔ ان سوالات کا جواب .... روانہ فرمائیں۔"

مندرجہ بالا الفاظ اور جذبات سچے مسلمان کے دل کی آواز ہیں خواہ وہ اُن کے اظہار پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اس کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے جب بھی وہ اخبارات میں یہ خبر پڑھتا ہے کہ دو مسلم ممالک عراق اور ایران ایک دوسرے کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا عزم لیے ہوئے پچھلے دو سال سے برسرِ پیکار ہیں۔ اس کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے جب وہ سنتا ہے کہ آسام میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد علاقائی اور لسانی تعصبات کی بھینٹ چڑھ گئی۔ ان گنت مسلمان بیوائیں اور یتیم بچے کیمپوں میں نانِ شبینہ کے لئے ترس رہے ہیں اور بیسویں صدی کے ترقی یافتہ انسان کی "انسانیت" پر نوحہ کر رہے ہیں ایک مسلمان کا دل افسردہ ہو جاتا ہے جب وہ اپنے فلسطینی بھائیوں کے مصائب و آلام کے حالات۔ ریڈیو۔ ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے سنتا اور دیکھتا ہے۔ عالمگیر اثرات کے متعلق ان واقعات کے علاوہ بھی مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور فرقوں میں اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے۔ مسلمان کہیں بھی ارشادِ ربانی ---- واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا پر عمل پیرا نظر نہیں آتے بلکہ ہر طرف انتشار و پراگندگی کا ہی دور دورہ دکھائی دیتا ہے وہ اُمت جس کا طرّہ امتیاز ہی اتحاد و اتفاق تھا آج اس وصف سے یکسر محروم ہے ---- ایک سچا مسلمان سوچتا ہے کاش ہم میں ایک "عظیم رُوحانی شخصیت" موجود ہوتی جس کے سامنے تمام مسلمانانِ عالم حکمِ الٰہی کے تحت سرِ تسلیم خم کر دیتے بالکل اسی طرح جس طرح ابتدائے اسلام میں ہوا جب قوموں، ملکوں، خاندانوں اور قبیلوں کے تمام اختلافات اس ایک واجب الاطاعت امام کے ذریعہ ختم ہو جاتے تھے کاش ہم میں بھی اسلام کے دورِ اوّل کی طرح کوئی خلیفۂ راشد ہوتا جو ایک انتظام کے تحت غریبوں اور محتاجوں کی بہبود کر ان کی خبر گیری کرتا اور علاقائی قیود سے بالا ہو کر ایک شفیق رُوحانی باپ کی طرح دُنیا میں پھیلے ہوئے اپنے بچوں کی نگرانی کرتا اور مصیبت کے وقت میں اُن کو تسلی دیتا اور اُن کے لئے دُعائیں کرتا۔

ماضی قریب اور زمانۂ حال کے مسلمانوں میں صحیح اندازِ فکر رکھنے والے مفکرین اور ہمدردانِ اسلام نے مسلمانوں کی مشکلات و مصائب کا حل بھی خلافتِ راشدہ کو ہی بتایا ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مرحوم نے تحریر فرمایا:-

"اُمتِ تفرّق و انتشار کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رُخ کس طرف ہے مصر کدھر اور حجاز کی منزل کونسی ہے اور لیبیا کی کونسی۔ ایک خلافتِ اسلامیہ آج ہوتی تو آج چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں مملکتِ اسلامیہ آج کیوں تقسیم ہوتی ایک اسرائیل کے مقابلہ پر سب کو الگ الگ فوجیں لانا پڑتیں۔ ترکیہ اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخِ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور سلطنت چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے؟"

(صدقِ جدید یکم مارچ ۱۹۷۴ء)

اخبار تنظیم لکھتا ہے:-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور رُوٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ کسی طرح اُن کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دُنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے راہ ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ کے لئے بھی کچھ کیا"۔ (اخبار تنظیم اہلحدیث ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۹ء)

شاعرِ مشرق اقبال نے کہا ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

خلافت کی ضرورت کا یہ احساس صرف عوامی سطح پر ہی موجود نہیں بلکہ مسلمان شاہوں اور حکمرانوں کے نزدیک بھی ملتِ اسلامیہ کے تفرقہ و انتشار سے نجات کا واحد ذریعہ خلافت ہی ہے چنانچہ اس طبقے نے بھی اپنے نکتۂ نظر سے خلافت کے قیام کے لئے مختلف اوقات میں مختلف کوششیں کیں۔ کبھی عیدی امین نے شاہ فیصل مرحوم کو خلیفۃ المسلمین بنانے کی تجویز پیش کی اور کبھی دبی زبان سے پاکستانی حکمرانوں نے اپنے آپ کو اس منصب کا اہل قرار دیا کبھی شاہ ایران، کبھی لیبیا کے صدر اور کبھی فلسطینی لیڈر یاسر عرفات کی طرف نظریں اُٹھیں۔ مگر مسلمانوں کو انتشار سے نجات دلا کر متحد و متفق کرنے کی تمام تجاویز اور اُمیدیں بھی باہمی انتشار و پراگندگی کا شکار ہو گئیں جس کا نتیجہ ہے کہ آج بے یار و مددگار مسلم قوم زمانے کے رحم و کرم پر دنیا کے اس بحرِ ذخار میں ہچکولے کھا رہی ہے اور اُمتِ مسلمہ کی اس نیّا کو منجدھار سے پار لگانے والا کوئی ناخدا نہیں۔

مخبرِ صادق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسلمانوں کے موجودہ تشویشناک حالات کے بارے میں پیش خبری فرمائی تھی وہاں آپ نے یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ مسلمانوں کی رُوحانی اور مادی حالت خواہ کتنی دگرگوں کیوں نہ ہو جائے۔ بہرحال اسلام کا مستقبل بڑا روشن اور تابناک ہے حضور صلعم نے فرمایا:-

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰٓؤُلَآءِ۔

(بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

یعنی اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا اور مسلمانوں کی حالت یہاں تک خراب کیوں نہ ہو چکی ہو کہ ان میں ایمان باقی نہ رہے تب بھی اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے ذریعہ "ایمان" کو دوبارہ زمین پر واپس لائے گا اور ایمان کی اس دولت کو تمام بنی نوعِ انسان تک پہنچائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کی طرح آپ کی بعثتِ ثانیہ میں بھی "قدرتِ اولیٰ" کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ اس کی مزید وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں:-

تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا

ولله تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر صلا۴۶)

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو اُٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کر دے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

اس حدیث نبوی میں اُمّتِ مسلمہ پر آنے والے مندرجہ ذیل پانچ ادوار کی نشاندہی کی گئی ہے:-

(۱) سب سے پہلے نبوت کا دَور جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دَور تھا۔

(۲) اس کے بعد خلافتِ راشدہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دَور جس سے مُراد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم کا بابرکت دَورِ خلافت ہے۔

(۳) ازاں بعد ملکاً عاضّاً کا دَور بے گناہ مخلصین کو کاٹنے والا اور اُن پر ظلم ڈھانے والا دَور تھا۔ اسی دَور میں حضرت امام حسینؓ اور دیگر اہل بیت، وکبار صحابہؓ مظالم کا شکار ہوئے۔

(۴) بعدہٗ ملکاً جبریّة کا دَور یعنی جبری اور استبدادی رنگ کی حکومت۔ اسلام میں یہ دَور صدیوں تک چلا۔

(۵) آخر میں حضورؐ نے فرمایا کہ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دَور شروع ہوگا۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام جو ظلّی نبی بھی ہوں گے کی وفات کے بعد خلافت قائم ہوگی جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ میں جہاں یہ حدیث نقل کی گئی ہے وہاں اس کے بین السطور یہ الفاظ لکھے ہیں:-

"الظاهر ان المراد به زمن عیسیٰ و المهدی"

(مشکوٰۃ اصح المطابع کراچی صلا۴۶۱)

یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اس دوسرے دَور سے مسیح اور مہدی کا زمانہ مُراد ہے۔

جماعت احمدیہ عرصہ تقریباً ۹۳ سال سے مسلمانانِ عالم کو یہ خوشخبری دیتی چلی آرہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام آچکے ہیں جنہوں نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دینِ اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے کے لئے تمام مشکل اور دشوار گزار راہیں بفضلہٖ تعالیٰ ہموار کر دی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مقدس مشن کی تکمیل کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پائی اور آپ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث کے مطابق خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام عمل میں ہو چکا ہے اور آج جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ خلافتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر کی بابرکت قیادت میں غلبۂ اسلام کی عظیم شاہراہ پر بڑی تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم موجودہ دَور کے تمام صحیح اندازِ فکر رکھنے والے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ اگر وہ واقعی متحد و متفق ہونا چاہتے ہیں تو اُن کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ حبل اللہ یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑ لیں اس کے بغیر اتحاد و اتفاق کی تمام باتیں فضول ہیں۔ گزشتہ ایک صدی کے نتائج ہمارے سامنے ہیں ہر وہ کوشش جو مسلمانوں کو متحد بنانے کے لئے کی گئیں وہ ناکام ثابت ہوئیں۔ اس ناکامی کی صرف یہی وجہ تھی کہ مسلمان "انعامِ خلافت" کے موجودہ حالات میں قطعاً مستحق نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیتِ استخلاف میں اس کی بھی وضاحت فرما دی کہ وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّهم اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔۔۔۔

یہاں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں سے انعامِ خلافت کا وعدہ فرمایا ہے جو اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہوں گے۔ بلفظِ دیگر مسلمان اعمالِ صالحہ سے محروم ہو جائیں گے تو وہ نظامِ خلافت کو جاری و ساری رکھنے میں بھی ناکام ہو جائیں گے۔ مومنوں کی جس جماعت میں بھی خلافت کا نظام موجود ہوگا وہی جماعت دراصل صالحین کی جماعت بھی ہوگی اور وہ مسلمان جو اس خلافت کا انکار کریں گے فاُولٰئک هم الفٰسقون وہ نافرمان ہی قرار دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی سورۂ ابراہیم آیت ۸ میں فرماتا ہے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر تم نے میرے انعام کی ناشکری کی تو یاد رکھو میرا عذاب یقیناً سخت ہوا کرتا ہے۔ قرآنی انتباہ بالکل واضح ہے۔ مسلمانانِ عالم کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ خلافت کا انکار کر کے قعرِ مذلت میں پڑی ہوئی ہے۔

پس جس بزم نے بذریعہ اشتہار مسلمانوں کی اتحاد کے لئے تجاویز بھجوانے کا مشورہ مانگا ہے ہم اس سے یہی کہیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویزہ کو مانے اور جماعت احمدیہ کی طرف متوجہ ہوں جس کا اتحاد مرشد اور صرف حبل اللہ پر مبنی ہے۔ یہی وہ نظامِ خلافت ہے جس نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے افراد کو ہر قسم کے جھگڑوں اور فتنوں سے محفوظ کر کے بنیانٌ مرصوص بنا دیا ہے۔

کاش اسلاف کے قلب و جگر کی تمنا کرنے والے انانیت کے جراثیم سے نجات پا کر بنظرِ غائر دیکھیں کہ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے والے کہاں ہیں اور کن میں اللہ تعالیٰ نے "خلافت کی بنا" استوار کی ہے؟

خلافت راشدہ کی اہمیت — بقیہ صفحہ (۱۳)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسندِ خلافت پر ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ افروز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے مقدس الفاظ اور نہایت مدح پرور اور دلکش آواز میں اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک نہایت مؤثر انداز میں پہنچ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضورِ انور کو ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے اور فائز المرامی کی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

رمضان المبارک میں صدقہ خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعتِ مؤمنین کے لئے ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے اُن کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت الیسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہو یا ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں اور جو کبھی کسی پہلو سے اُن کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعتِ احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے آمین۔

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف پھر تشدد کا آغاز

احباب جماعت سے خصوصی دعاؤں کی درخواست

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ قادیان

احباب جماعت کو بڑے افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ پاکستان میں غیر احمدی علماء نے پھر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیاں شروع کی ہیں جس کے نتیجہ میں پھر وہاں ظلم و تشدد کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ چنانچہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ:-

(۱) ۱۵/۱۶ اپریل ۱۹۸۴ء کی درمیانی شب کو دو بجے ہمارے جماعت کے ایک مخلص دوست مکرم ماسٹر عبد الحکیم صاحب موضع ذارہ جہان تحصیل و ضلع نارُووانہ سندھ کو ان کے اپنے مکان میں شہید کر دیا گیا۔ ماسٹر صاحب مرحوم اپنے گھر میں سو رہے تھے کہ چار آدمی دیوار پھاند کر اندر گئے۔ شہید مرحوم پر کلہاڑیوں سے حملہ کیا۔ اور آپ کے جسم پر ۳۵ زخم آئے۔ اور آپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اُن کی بیوی شہید کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو ظالموں نے ان پر بھی کلہاڑیوں سے وار کئے۔ تین ضربات ان کے سر پر ایک بازو پر اور ایک ٹانگ پر آئی۔ وہ ابھی تک بے ہوش ہیں۔ اور اُن کی حالت نازک ہے۔ اُن کی جوان بچی بعمر ۲۲/۲۳ سال کو بھی زخم پہنچے۔ مخالفین ایک عرصہ سے ان کے خلاف اشتعال پھیلا رہے تھے۔ اُن کو دھمکیاں بھی آتی تھیں کہ تم مرتد ہو جس کی سزا قتل ہے۔ توبہ کرو۔ یا قتل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دیوار پر بھی یہ لکھا گیا۔

(۲) جماعت احمدیہ لیہ کے ایک دوست چوہدری محبوب حسین صاحب بقضاء الٰہی فوت ہو گئے۔ اُن کو عام قبرستان میں بستی جلوس میں دفن کیا گیا۔ مگر غیر احمدی علماء کے ایک وفد نے انتظامیہ کو مجبور کیا کہ اُن کی قبر کو اکھیڑ کر نعش کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے۔ حکام نے بھی اُن کو سمجھایا۔ مگر افسوس ہے کہ انتظامیہ مولویوں کے دباؤ کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ۸/۹ اپریل کی درمیانی رات کو مرحوم کی قبر کو اکھیڑ کر نعش کو دوسرے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ مگر کوئی احمدی اس ہنگامہ کی کارروائی میں شامل نہیں ہوا۔ اس موقعہ پر غیر احمدی علماء نے ایک جلوس میں یہ نعرہ لگایا کہ آج جہادِ اکبر ہے۔ اور اگر آج جہادِ اکبر نہیں ہوگا پھر ہمیشہ کے لئے جہاد اکبر ختم ہو جائے گا۔

(۳) مورخہ ۲۳/۳ کو کوٹ ادو میں خطیب اللہ یار ارشد نے ایک نہایت اشتعال انگیز تقریر کرتے ہوئے پولیس اور حکومت کے افسران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ داڑھی والو تلوار ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء مرزائیوں کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ وہی حشر ہوگا جو ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ہوا تھا۔ اگر ہمارے رضا کاروں کو انہوں نے چھیڑا تو رب کائنات کی قسم پھر کسی بھی ملک کے اندر مرزائی زندہ نہیں ملے گا۔ تمہاری انتظامیہ ملی ہوئی ہے۔ انتظامیہ اور عدلیہ ان کے تحفظ کے لئے ملی ہوئی ہے۔ افسران پہچانے جا چکے ہیں۔ چہرے دیکھے لئے گئے ہیں۔ انگلیاں سامنے آ چکی ہیں جو مرزائیوں کے ساتھ ملی بھگت کر رہی ہیں۔

متذکرہ بالا حالات سے عیاں ہے کہ مخالفین احمدیت پاکستان میں پھر احباب جماعت کے خلاف ایک فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گو وہاں شریف الطبع احباب کی بھی کمی نہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات انتظامیہ بھی شرپسندوں کے آگے جھک جانے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس لئے احباب کرام ان دنوں خاص طور پر دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مرکز ربوہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کو ہر شر و فتنہ سے محفوظ رکھے۔ نیز اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت کو بھی عقل و سمجھ عطا فرمائے کہ وہ بھی خرمنِ امن کو اپنی شر پسندی سے برباد نہ کریں۔

بھائیو! ہمارا حربہ تو دعا ہی ہے۔ اور ہماری فریاد احکم الحاکمین کے دربار میں ہے جو ہمارا ہادی اور حافظ و ناصر ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا۔

> ہندوستان کی قومی استحکام بہر احمدی کا جماعتی فرض ہے۔

ناصرات الاحمدیہ قادیان کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس

اور

جلسہ یوم اُمہات

مکرمہ نصرت ... صاحبہ نائب نگران ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ قادیان رقم طراز ہیں کہ مورخہ ۵/۸۴ کو نصرت گرلز سکول قادیان کے وسیع احاطہ میں ناصرات الاحمدیہ کے زیر اہتمام کامیاب جلسہ "یوم اُمہات" منعقد ہوا۔ اس سے پہلے موسم بہار کی تعطیلات میں ناصرات کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس لگائی جا چکی تھی۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقدہ یہ اجلاس عزیزہ مبارکہ بیگم کی تلاوت کلام پاک سے آغاز پذیر ہوا۔ عزیزہ شاہین اختر نے عہد دہرایا۔ اور معیار سوم کی بچیوں نے ترانہ پڑھا۔ ازاں بعد مکرمہ سیدہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس کلاس کے تحت ناصرات کو قرآن کریم ناظرہ ابتدائی تین سیپاروں کا ترجمہ اربعین المقال میں سے ۱۵ بچیوں کو ۱۰ اور ۷ بچیوں کو ۲۰ احادیث مع ترجمہ یاد کرانے کے علاوہ مقررہ نصاب میں سے مختلف دینی معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ کلاس کے دوران ناصرات کے تقاریر، بیت بازی اور کھیلوں کے پروگرام بھی ہوئے۔ آپ نے بتایا کہ پندرہ روز کے لئے وقف عارضی کے تحت لجنہ اماء اللہ کی ۱۴ ممبرات محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ۔ مکرمہ منصورہ عصمت صاحبہ۔ مکرمہ رفعت سلطانہ صاحبہ۔ مکرمہ نصرت سلطانہ صاحبہ۔ مکرمہ امۃ النصیر سلطانہ صاحبہ۔ مکرمہ نسیمہ اختر صاحبہ۔ مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ۔ مکرمہ صغیر النساء صاحبہ۔ مکرمہ پرویزہ بیگم صاحبہ۔ مکرمہ عقیلہ عفت صاحبہ۔ مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ۔ مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اور مکرمہ بشریٰ بیگم بنت مکرم احمد حسین صاحب نے اپنے اوقات وقف کر کے بچیوں کی تعلیم کے اہم کام کو سرانجام دیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

رپورٹ پیش کئے جانے کے بعد عزیزہ جمیلہ بیگم نے نظم سنائی۔ بعدہٗ مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے "ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم اور اس کا شاندار مستقبل" کے زیر عنوان تقریر کی۔ بعدہٗ اوّل و دوم آنے والی معیار اوّل (ا) و دوم کی چار لڑکیوں کا مقابلہ بیت بازی ہوا۔ ازاں بعد محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے کلاس کے مختلف امتحانات میں اوّل دوم اور سوم آنے والی بچیوں کو انعامات تقسیم فرمائے۔ آپ نے اور مکرمہ نگران صاحبہ ناصرات نے پڑھانے والی ممبرات کو بھی اپنے طور پر انعامات دیئے۔ تقسیم انعامات کے بعد عزیزہ طیبہ صدیقہ نے نظم پڑھی)۔ اور چالیس احادیث مع ترجمہ یاد کرنے والی چھوٹی بچیوں نے دس دس احادیث سنائیں۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اختتامی خطاب میں اس کلاس کے انعقاد پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی بچیوں اور لجنہ کی ممبرات جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس اہم کام کے لئے صرف کیا دلی مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ یوم اُمہات اس غرض سے منعقد کیا گیا ہے کہ مائیں ابتداء سے ہی بچوں کی تربیت خدا اور اس کے رسولؐ اور قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق کریں۔ آپ نے مختلف اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مالی قربانی کی اہمیت بھی بتائی۔ آپ کے خطاب کے بعد معیار سوم ب کی ناصرات نے ترانہ پڑھا۔ مکرمہ نگران صاحبہ ناصرات نے تمام ماؤں کا شکریہ ادا کر کے بچیوں کو مبارکباد پیش کی۔ دعا پر یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں بچیوں میں ٹافیاں تقسیم کی گئیں۔

تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی منظوری سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیسری آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس مورخہ ۸ و ۹ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء بروز ہفتہ، اتوار بمبئی میں منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس کے انتظامات کے لئے جماعت احمدیہ بمبئی نے مکرم سید شہاب احمد صاحب کو "صدر مجلس استقبالیہ" مقرر کیا ہے۔ جماعت احمدیہ بمبئی احباب کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ نیز دعاؤں کی درخواست کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو تبلیغی نقطۂ نظر سے کامیاب و نتیجہ خیز بنائے۔ آمین

المعلن محمد حمید کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی مہاراشٹر

AHMADIYYA MUSLIM MISSION 17-Y.M.C.A. ROAD BOMBAY 400008

نتیجہ امتحان دینی نصاب جماعت ہائے احمدیہ بھارت

کتاب "نشانِ آسمانی" تصنیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہند کے امتحان دینی نصاب برائے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کا نتیجہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ اس امتحان میں محترم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ ایل ایل۔ بی آف حیدر آباد اوّل، محترم صالح محمد الہ دین صاحب آف سکندر آباد دوم، اور محترم عبد الستار صاحب آف حیدر آباد سوم قرار پائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ امتحان دہندگان کو کامیابی مبارک کرے اور دینی علوم سے سب مستفید ہوں۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ قادیان

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم محمود احمد صاحب خادم	۴۶
" ایم ظفر احمد صاحب	۳۳
" عبد الحمید صاحب کریم	۳۹
" نسیم احمد صاحب طاہر	۳۶
" کمال الدین خاں صاحب	۴۱
" فرزان احمد خاں صاحب	۳۶
" محمد ابراہیم شاہ صاحب	۵۳
" محمد سعادت اللہ صاحب	۳۸
" سید کلیم الدین صاحب	۴۲
" سید بشیر الدین صاحب کارکن تبلیغ	۵۰
" فضل عمر خاں صاحب	۶۰
" سید وسیم احمد صاحب تیماپوری	۴۰
" رفیق احمد طارق صاحب	۴۷
" محمد رحمت اللہ صاحب	۴۹
" نذر الاسلام صاحب	۴۱
" کے عبد السلام صاحب	۵۳
" مشتاق الدین صاحب سعدی	۳۳
" اسماعیل خاں صاحب	۵۰
" قریشی فضل اللہ صاحب	۵۳
" نصیر احمد عارف صاحب	۵۱
" تنویر احمد صاحب خادم	۴۶
" کے زین الدین صاحب	۶۴
" خالد محمود صاحب	۴۱
" معراج علی صاحب	۵۱
" منیر الحق صاحب بنگالی	۴۹
" سغیر احمد صاحب تسنیم	۵۲
" وسیم احمد صاحب خورشید	۴۲
" شیخ علاؤ الدین صاحب	۴۲
" سید منصور احمد عامل صاحب	۴۱
" ٹی۔ ایم محمد بالا باری صاحب	۵۰
" غلام احمد قادر صاحب	۵۴
" عبد الوکیل نیاز صاحب	۵۳
" عبد القدوس بدخشی صاحب	۴۱
" عبد الرؤف نیّر صاحب	۴۹
" مظفر احمد صاحب سورو	۴۷
" نصیر احمد بٹّی صاحب	۳۳
" مطلوب احمد خورشید صاحب	۴۴
مکرم محمد اسمٰعیل ایپی صاحب	۵۶
" مرزا مظفر احمد صاحب	۳۶
" ملک محمد منیر صاحب	۳۳
" شریف احمد ڈوگر صاحب	۵۲
" منیر الدین صاحب کارکن علیا	۴۲
" وسیم احمد صدیقی صاحب	۳۳
" سی۔ جی کریم صاحب	۴۶
" مولوی جلال الدین نیّر صاحب	۷۰
" سید مبشر احمد عامل صاحب	۴۵
" مرزا انور احمد صاحب	۳۴
" سید آفتاب احمد متعلم مدرسہ	۴۴
" محمد سلیم بورڈر صاحب	۵۱

جماعت احمدیہ بھدرک

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم وسیم احمد صاحب قائد مجلس	۶۱
" شیخ تبارک صاحب	۵۹
" مبارک احمد شاہ صاحب	۵۴
" فیض احمد خاں صاحب	۴۰
" شیخ عبد الاحد صاحب	۳۳
" حاتم خاں صاحب	۵۲
" شیخ محمد عبد الرب صاحب	۴۵

جماعت احمدیہ جمشید پور بہار

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم سید جاوید احمد صاحب	۷۰
" سید پرویز احمد افضل صاحب	۶۵
مکرمہ صبیحہ یونس صاحبہ	۶۸

جماعت احمدیہ چھپرا بہار

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم محمود احمد صاحب	۵۸

جماعت احمدیہ نملیچی

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم عبد الشکور صاحب	۵۰
" ایس۔ پی صادق محمد صاحب	۳۹
" ایم۔ ٹی شاہ غنی صاحب	۳۳
" ایم نور محمد صاحب	۳۶
" دارابن قیوم صاحب	۳۶
" ٹی۔ ایم عثمان صاحب	۲۳
" ایم۔ ٹی احمد صاحب	۳۴
" محمد انور صاحب	۵۲
مکرم عبد اللطیف صاحب	۵۲

جماعت احمدیہ حیدر آباد

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم سید احمد اشفاق صاحب	۳۳
" ناظم الدین صاحب	۴۲
" ایم۔ اے متین صاحب	۳۸
" محمد احمد غوری صاحب	۵۲
" محمد زین الدین صاحب	۴۵
" محمد عبد الرؤف صاحب	۴۰
" ارشاد حسین احمد صاحب	۴۴
" احمد عبد الباسط صاحب	۵۳
" محمود ادریس صاحب	۳۷
" سید ابو الحسین صاحب	۴۰
" یوسف حسین صاحب	۶۴
" سید غوث احمد صاحب	۴۳
" محمد عبد المنان صاحب	۳۳
" عبد الستار صاحب سوم	۷۰
" احمد عبد الرشید صاحب	۶۵
" مسعود احمد صاحب نگینہ	۴۹
" بشیر احمد صاحب	۳۳
" رشید احمد صاحب حمایت نگر	۵۰
مکرم بشیر احمد صاحب	۳۰
" محمد کلیم الدین احمد صاحب	۵۸
" محمد شمس الدین صاحب فاضل	۷۲
" سید نسیم احمد صاحب	۴۸
" مسعود احمد انیس صاحب	۵۰
" محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ اوّل	۸۰
" محمد عبد القیوم صاحب	۴۶

جماعت احمدیہ سکندر آباد

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم صالح محمد الہ دین صاحب دوم	۷۹
" یوسف احمد الہ دین صاحب	۶۲
" مقصود احمد شرق صاحب	۵۷
" بشیر الدین الہ دین صاحب	۵۷
" سلطان محمد الہ دین صاحب	۳۴

جماعت احمدیہ اٹارسی

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
" منور احمد مبشر صاحب	۵۲
مکرمہ امۃ النصیر منصورہ صاحبہ	۶۰
مکرم ابرار حسین صاحب احمدی	۴۳
" محمد نسیم صاحب اٹارسی	۵۶
" عبد الباری صاحب	۳۸
" مفضل حسین صاحب	۶۸

جماعت احمدیہ گلبرگہ کرناٹک

اسماء امتحان دہندگان	حاصل کردہ نمبر
مکرم ظفر احمد ولد فیض احمد صاحب	۵۳
" غلام حمید الدین ولد محی الدین صاحب	۳۵
" محمد حبیب الدین صاحب ولد محمد بشیر الدین صاحب	۵۰
" وسیم احمد صاحب ولد عبد الکریم صاحب	۵۵
" قریشی عبد الحکیم صاحب	۵۴
" غلام نعیم الدین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب	۴۶
اسامہ ولد فیض احمد صاحب	۵۴

ضروری اعلان

جملہ احبابِ جماعت کی توجہ کے لئے تحریر ہے کہ آپ جب بھی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے خط تحریر کریں براہِ راست یا دفتر امارت مقامی قادیان کی معرفت اصل خط پر اپنا مکمل اور صاف پتہ ضرور تحریر کریں تاکہ ترسیل جواب میں دفتر متعلقہ کو دشواری نہ ہو۔ لفافہ پر پتہ لکھنا ضروری نہیں۔

مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

ضروری اعلان برائے ناصرات الاحمدیہ بھارت

بعض وجوہات کی بناء پر ناصرات الاحمدیہ کا امتحان دینی کتب مورخہ ۵ جون سے بڑھا کر رمضان المبارک کے بعد ۳۱ جولائی کو کر دیا گیا ہے۔ تمام نگران ناصرات امتحان دینے والی بچیوں کی تعداد گروپس کے لحاظ سے جلد سے جلد بھجوائیں تا انہیں بروقت پرچہ سوالات بھجوائے جا سکیں۔

نگران ناصرات الاحمدیہ لجنہ مرکزیہ قادیان

درخواستِ دعا

بھرت پور بنگال کی ایک نو مبائع بہن صفیہ خاتون صاحبہ کے شوہر مکرم محمد سعید صاحب صدیقی بعارضہ کینسر بیمار ہیں۔ قارئین سے موصوف کی کامل و عاجل صحت اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ — امیر مقامی قادیان

ولادت

(۱) مکرم طارق احمد صاحب ہگلی کلکتہ حال مقیم بنگلور کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۲۸ / ۴ / ۸۳ ایک بچی عطا فرمائی ہے۔ یہ بچی مکرم بخش الٰہی صاحب ہگلی کلکتہ کی پوتی اور مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ بنگلور کی نواسی ہے۔ نومولودہ کی دادی محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ بطور شکرانہ مختلف مدات میں -/۲۵ روپیہ ادا کرکے عزیزہ کے نیک صالحہ وخادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے نیز صحت وعافیت والی درازیٔ عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ خاکسار:- سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ کلکتہ۔

(۲) مورخہ ۱۲ / ۴ / ۸۳ کی شام کو گاندھی ہسپتال سکندرآباد میں خاکسار کی بڑی بیٹی عزیزہ تسنیم بیگم اہلیہ عزیز شریف احمد صاحب امروہہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام "سیف احمد ندیم" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر عبد الحمید صاحب مرحوم امروہہ کا پوتا اور خاکسار کا نواسہ ہے۔ قارئین بدر سے عزیز نومولود کے نیک صالح وخادم دین ہونے اور درازیٔ عمر و بلند اقبال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار:- شیخ مسعود احمد انیس مقیم حیدرآباد۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بیٹے عزیز محمد مظہر الدین احمد سلمہٗ کو بتاریخ ۱۱ / ۴ / ۸۳ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو خاکسار کا پہلا پوتا اور محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدرآباد کا پڑنواسہ ہے۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ مبلغ دس روپے ادا کرکے عزیز نومولود کے نیک صالح وخادم دین اور سلسلہ وخاندان کے لئے مفید وبابرکت وجود بننے کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

خاکسار:- محمد صادق احمدی صدر جماعت جڈچرلہ (آندھرا)

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم غلام نعیم الدین صاحب ساکن گلبرگہ کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ موصوف اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ -/۲۰ روپیہ ادا کرکے قارئین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ وخادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔ خاکسار:- خاکسار قریشی عبد الحکیم ایم۔ اے۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ گلبرگہ۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خاکسار کے برادر نسبتی عزیزم سید یوسف علی صاحب سلمہٗ کو بتاریخ ۷ / ۴ / ۸۳ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دام ظلہ، نے نومولود کا نام "سید داؤد احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم سید محمود علی صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ کرنول (آندھرا) کا پہلا پوتا اور محترم حمید اللہ کریم علی صاحب سکندرآباد کا پہلا نواسہ ہے۔ زچگی آپریشن سے ہوئی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ درازیٔ عمر اور بلند اقبالی سے نوازے اور والدین اور تمام خاندان کے لئے قرۃ العین ثابت کرے۔ آمین۔

خاکسار:- محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

آل آندھرا سالانہ اجتماع انصار اللہ!

مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۸۳ء (۵ مئی کی اشاعت میں غلطی سے بہ تاریخ ۲۰ مئی چھپ گئی ہے) کو حیدرآباد میں صوبہ آندھرا کا پہلا سالانہ اجتماع انصار اللہ ایک روز کے لئے منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ انصار بھائی بالخصوص آندھرا کی مجلس سے تعلق رکھنے والے اس میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔ نیز دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب کرے۔ آمین۔

المعلن: محمد عبد اللہ بی۔ ایس سی۔
ناظم اعلیٰ مجالس آندھرا (حیدرآباد)

خط وکتابت کیلئے ایڈریس:-

Mohd. Abdullah B.Sc.
4-1-526/A Behind G.P.O.
HYDERABAD – 500001 (A.P.)

دعائے مغفرت

دعائے مغفرت:- جماعت احمدیہ نونہ مئی (کشمیر) کے ایک مخلص احمدی مکرم راجہ غلام محمد خان صاحب مورخہ ۱۲ / ۴ / ۸۳ بوقت چار بجے صبح بعمر قریباً ۸۰ سال انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کچھ عرصہ جماعت احمدیہ نونہ مئی کے صدر بھی رہے۔ آپ کا جنازہ مکرم عبد الرحیم صاحب اوگام نے پڑھایا جس میں چک ایرچھ۔ یاری پورہ اور اوگام وغیرہ کے احمدی شریک ہوئے اور بوقت قریباً دس بجے آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ قارئین بدر سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار نسیم احمد خان
[illegible]

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
منجانب :- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر: ۴۴۴۱۷۱۷

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
AIR
CALCUTTA - 15.
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل کریں
AUTOWINGS,
32 - SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

REGD No. P/GDP-3
PHONE No. 35
THE WEEKLY BADR QADIAN-143516
19th, MAY 1983
PRICE Rs. 1/25

'Only Titles' Printed At : Rama Art Press, Town Hall, Amritsar Ph : 47434